بچوں کی دینی درس گاہیں اسلامی تمدن میں

ڈاکٹر راغب سرجانی
ترجمہ: مولانا مختار احمد

مکاتب مسلمانوں کے سب سے قدیم تعلیمی مراکز میں سے ہیں، بعض مورخین کے مطابق عرب قبل از اسلام مکتبی طرز تعلیم سے آشنا تھے، تاہم اس زمانے میں ان کی فعالیت اور دائرہ کار محدود تھا، ابتدائی ہجری صدیوں میں ان مکاتیب کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، کیونکہ انہیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کا پہلا زینہ تصور کیا جاتا تھا، عصر حاضر کے پرائمری مدرسوں کی طرح ان کی حیثیت بھی مسلمہ اور اظہر من الشمس تھی، ایک ایک شہر میں سینکڑوں کی تعداد میں مکاتیب قائم تھے، حتیٰ کہ ابن حوقل (۱) نے صرف صقلیہ شہر میں ان کی تعداد تین سو تک ذکر کی ہے۔ (۲)

مکاتب کا مقصد:...... مسلمان بچوں کو پڑھنا، لکھنا اور قرآن پاک حفظ کرانا ان مکاتیب کا مطمح نظر ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ اہتمام نظر آتا ہے، آپ نے غزوہ بدر میں قیدی بننے والے مشرکین کو حکم دیا تھا کہ "دس بچوں کو لکھنا سکھاؤ، تب تمہیں آزادی ملے گی، اسی دوران انصاری بچوں کے ساتھ حضرت زید بن ثابت ؓ نے بھی لکھنا سیکھا۔" (۳)

مکاتب کا طرز تعلیم:...... ان مکاتب میں بچوں کو عربی زبان کا احترام بھی سکھایا جاتا، بالخصوص جب بچے تختیوں پر کتابت سیکھتے وقت قرآن پاک اور احادیث نبویہ تحریر کرتے۔ جلیل القدر صحابی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر، عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم کے زمانوں میں طریقۂ تعلیم کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ہر معلم کے پاس مٹی کا ایک پیالہ ہوتا، جسے بچے باری باری روزانہ صاف و پاک پانی سے بھرتے، اسی پانی سے بچے اپنی تختیاں صاف کرتے تھے۔ مزید فرمایا: بعد ازاں گھڑا کھود کر یہ پانی اس میں انڈیل دیا جاتا تاکہ زمین اس پانی کو جذب کرلے۔ راوی کہتے ہیں، میں نے کہا: پانی سے سیاہی پھیلنے کا خدشہ نہیں تھا؟ فرمایا: یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ پاؤں سے سیاہی کبھی نہ محو کی جاتی بلکہ تولیے، رومال یا اس جیسی دوسری چیزوں کو کام میں لایا جاتا، میں نے پوچھا: آپ کے خیال میں بچے تختیوں

پر کیا لکھتے تھے؟ فرمایا: اللہ کے ذکر کی جہاں تک بات ہے، اسے پاؤں سے نہ مٹایا جاتا اور قرآن کے علاوہ دیگر کو پاؤں سے مٹانے میں کوئی حرج نہیں۔ (۴)

اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں عربی زبان وحروف کے احترام کی یہ کتنی سچی تعبیر اور کتنی خوشنما تصویر ہے کہ وحی الٰہی کے کلمات مٹانے کے لئے نہایت اہتمام سے پاک صاف پانی لایا جاتا اور زمین میں گھڑا کھود کر اس میں یہ پانی انڈیلا جاتا تاکہ زمین اس پانی کو جذب کر لے اور کوئی بے حرمتی بھی نہ ہو۔ (۵)

مکاتب کے مشہور ومعروف معلمین:...... ان مکاتب کے متعدد معلمین شہرت کے بام عروج پر پہنچے اور چہار دانگ عالم میں ان کا چرچا ہوا۔ حجاج بن یوسف (۶) مکتب میں بچوں کو تعلیم کا فریضہ انجام دیتے اور حق الخدمت کے طور پر دو وقت کا کھانا وظیفہ میں پاتے تھے۔ (۷) ضحاک بن مزاحم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کوفہ کے ایک مکتب میں بچوں کی تعلیم پر مامور تھے، (۸) ان کے مکتب میں تین ہزار بچے زیر تعلیم تھے، (۹) یاقوت حموی (۱۰) معجم الادباء میں لکھتے ہیں:

ابو قاسم بلخی کے وسیع وعریض مکتب میں تین ہزار بچے تھے، بچوں کی نگرانی کے لئے ابو قاسم گدھے پر سوار ہوتے اور بچوں کی ٹولیوں کے درمیان گھومتے۔ (۱۱)

بڑے بڑے فقہائے کرام اور علماء نے بچپن میں ان مکاتب کو رونق بخشی، امام شافعیؒ اپنے دور مکتب کا قصہ بیان کرتے ہوئے گویا ہیں: میں یتیمی میں اپنی والدہ کے زیر سایہ پرورش پا رہا تھا، والدہ ماجدہ نے مجھے مکتب میں داخل کرایا، قرآن پاک ختم کرنے کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا اور علماء کی صحبت سے حظ اٹھایا۔ (۱۲)

ملک شام میں فتح کے فوراً بعد مکاتب کی داغ بیل ڈالی گئی جس میں فاتحین کے بچے تعلیم پانے لگے، ادھم بن محرز باھلی حمصی (۱۳) فرماتے ہیں: حمص میں پیدا ہونے والا میں پہلا مسلمان بچہ تھا اور قرآن پاک کے صفحات اٹھا کر مکتب جانے والا بھی میں پہلا تھا، میں روزانہ مکتب آتا جاتا اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتا۔ بصرہ کے مشہور قاضی ایاس بن معاویہ مزنی (۱۴) بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے بچپن میں شام کے مکاتب میں تعلیم پائی۔ والدین کی خواہش ہوتی، ان کے بچے کسی ماہر معلم، جسے بچوں کی تعلیم وتربیت کا بیش از بیش تجربہ ہو، کی زیر نگرانی تعلیم وتربیت کے مدارج طے کریں، ان ماہرین تعلیم اطفال میں سے ایک مسلم بن حسین بن حسن ابو الغنائم (ت ۵۴۴ھ) بھی تھے، ان کے بارے میں ابن عساکر لکھتے ہیں: مسلم بن حسین نے بچوں کی تعلیم وتربیت کا مشغلہ اختیار کیا، اس فن میں وہ اتنے ماہر ومشہور ہوئے کہ لوگ جوق در جوق اپنے بچوں کو ان کی خدمت میں لانے لگے حتیٰ کہ لوگوں کو سنبھالنا ان کے لئے مشکل سے مشکل تر ہو گیا۔ (۱۵)

مکاتب کے معلمین کو امراء وخلفاء انتہائی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے، حتیٰ کہ اپنی رائے کے مقابلے میں بعض دفعہ ان کی رائے کو ترجیح دیتے، اسی وجہ سے عوام الناس میں بھی انہیں قدر ومنزلت حاصل تھی، ایک دفعہ ہارون الرشید نے مالک بن انس رحمۃ اللہ کو کہلا بھیجا کہ وہ ہارون کے دربار میں تشریف لائیں تاکہ امین ومامون ان سے روایت وحدیث

سن سکیں، مالک نے انکار کیا اور کہا: معلم کے پاس آیا جاتا ہے نہ کہ معلم بلایا جاتا ہے، بازدیگر قاصد بھیجا کہ میں اپنے بچوں کو آپ کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں، تاکہ وہ دوسرے شاگردوں کے ساتھ سر کر آپ سے حدیث سن سکیں، امام مالک نے فرمایا: اس شرط پر کہ وہ لوگوں کی گردنیں نگ کر آگے بیٹھنے کی کوشش نہیں کریں گے، رجہاں انہیں جگہ ملے گی وہیں بیٹھیں گے، چنانچہ اس شرط پر دونوں شہزادوں کو حاضری کی اجازت ملی۔(۱۶)

مکاتب اور خواتین معلمات:......ابتداء سے ہی خواتین بھی مکاتب کے کارِ خیر میں شریک رہیں، مشہور تابعی عبدربہ بن سلیمان کہتے ہیں: دوران تعلیم ام درداء نے میری تختی پر یہ کہاوت لکھی: بچپن میں حکمت کی باتیں سیکھو تاکہ بڑے ہو کر ان پر عمل کر سکو۔ وہ کہتی : ہر کاشت کار وہی چیز کاٹتا ہے جسے بوتا ہے، خواہ خیر ہو یا شر۔(۱۷)

مکاتب کا نصاب تعلیم:......عالم اسلام کے اطراف میں قائم ان مکاتب کا نصاب اور مواد تعلیم یکساں نہیں تھا، تعلیم قرآن پاک اور لکھنا، پڑھنا، تاریخی قصے کہانیاں، بعض دینی احکام، شعر و شاعری، کچھ ریاضی کے اصول اور عربی زبان کے صرف ونحو کے علاوہ ہر خطے وعلاقے کا اپنا نصاب تعلیم تھا، زیادہ سے زیادہ ۵ یا ۶ سال تک بچے ان مکاتب میں تعلیم پاتے، داخلے کے وقت بھی بچوں کی عمر کا تناسب پانچ یا چھ سال ہی ہوتا، اس مدت میں بچے پورا یا قرآن کا کچھ حصہ بھی زبانی یاد کر لیتے۔ مکاتب میں تعلیم کا دورانیہ ختم اور حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد معلم امتحان لیتا، جو بچے امتحان کے مرحلے سے بخیر وخوبی گزر جاتے، اختتامی محفل میں ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔(۱۸)

مکاتب کی اہمیت وضرورت:......بچوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت کے پیش نظر فقہائے کرام اور مؤلفین اسلام کی ایک بڑی تعداد نے اس ضمن میں قواعد وضوابط مقرر کئے تاکہ معلمین اور والدین ان سے فائدہ اٹھا سکیں، حجت اسلام امام ابوحامد غزالی رحمۃ اللہ (۱۹) نے اپنی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں ''بچپن میں بچوں کی تربیت، تادیب کا طریقہ اور حسن اخلاق کی تعلیم'' کے عنوان سے ایک فصل قائم کی، اس فصل میں یہ بھی لکھا: جان لو! بچوں کی تعلیم وتربیت کی راہ پر چلنا انتہائی اہم امر ہے، بچے والدین کے پاس امانت ہیں، ان کا صاف دل ایسا سادہ اور پاکیزہ جوہر ہے جو ہر نقش ونگار سے پاک ہے اور ہر نقش کے قابل ہے، جس طرف اسے مائل کریں، اسی طرف جھک جائے گا، اگر اسے نیکی و ئی کا عادی بنایا اور تعلیم دی گئی تو اسی پر پرورش پائے گا اور یوں دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی اس کے قدم چومے گی، اسے ملنے والے اجر وثواب میں والدین، معلم اور ہر مؤدب شریک ہوگا، اگر اسے شر کی تعلیم دی گئی اور چوپایوں کی طرح مہمل چھوڑ اگیا تو بدفعلی اس کا مقدر بنے گی اور ہلاکت اس کا نصیب، اس گناہ میں نگران اور سرپرست دونوں بچے کے شریک ہوں گے۔(۲۰)

مکاتب کے معلمین:......مکاتب کے یہ معلمین اپنی مہارت اور دلسوزی کے باعث سرکاری مناصب تک بھی پہنچے، حتی کہ وزارت کی کرسی پر بھی براجمان ہوئے، بر سبیل مثال اسماعیل بن عبدالحمید جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے، انقلاب زمانہ کے باعث مروان بن محمد (۲۱) کے وزیر بنے، اسی طرح معلم اطفال حجاج بن یوسف، عبدالملک بن مروان کا اہم وزیر بنا۔

ان معلمین کی بڑی تعداد حق الخدمت کے طور پر مشاہرہ بھی پاتی، یہاں سخاوت کا ایک حیرت انگیز واقعہ بھی دیکھنے میں آیا کہ شیخ ابوعبداللہ ناوری (ت ۵۸۰ھ) جو مراکش کے شہر فاس کے رہنے والے تھے، بچوں کو تعلیم دیتے، مالداروں کے بچوں سے وظیفہ لے کر غریب ومسکین بچوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔(۲۲)

اوقات تعلیم:...... مکاتب میں تعلیم کے اوقات سورج کے طلوع سے شروع ہوتے یعنی سورج طلوع ہوتے ہی تعلیمی دن کا آغاز ہو جاتا، دن کے چھوٹا بڑا ہونے سے اوقات تعلیم میں کمی بیشی ہوتی اور عصر کی اذان کے ساتھ چھٹی ہو جاتی۔(۲۳)

مکاتب، مساجد میں قائم کیے جاتے، بچے مسجد میں تعلیم پاتے، تاہم یہ ضروری امر نہ تھا، سنہ ۴۸۳ھ میں جب یہ دیکھا گیا کہ بچوں کی وجہ سے مساجد میں شور وغل مچ رہا ہے تو لوگوں نے مسجد میں بچوں کی تعلیم وتربیت سے معلمین کو روکنے کے لیے فتوی طلب کیا، تو مفتیان کرام نے مساجد میں درس گاہ لگانے سے معلمین کو روک دیا۔(۲۴)

تعطیلات:...... ہفتہ وار اور سالانہ چھٹیاں بھی ہوتی تھیں، مسلمانوں کا یہ اہتمام قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے کہ انہوں نے تعلیم کی ذہنی مشقت وتھکن کے پیش نظر بچوں کی راحت وآرام کا خاص خیال رکھا، مراکش کے شہر فاس کے فقہ مالکی کے امام ابن الحماج عبدری (ت ۷۳۷ھ) فرماتے ہیں: تعطیلات اس حدیث کی رو سے مستحب ہیں کہ: ''لمحہ بہ لمحہ دل کی تفریح کا بندوبست کیا کرو۔'' (۲۵) اگر بچے ہفتے میں دو دن چھٹی کر لیا کریں تو بقیہ ایام میں ان کی چستی دیدنی ہوگی۔(۲۶) مکاتب میں ایام عید، مرض وبیماری، شدید بارش اور دیگر قدرتی آفات میں بھی عام تعطیل ہوتی تھی۔

اگر معلم کو ناگہانی مجبوری کی وجہ سے رخصت پر جانا پڑ جاتا اور مدت غیاب کم ہوتی تو اس پر لازم تھا کہ وہ اپنے جیسا کوئی دوسرا معلم بچوں کی نگرانی پر مامور کر کے جائے...... آج کل بھی ایک یا دو دن کے ضروری سفر میں بھی یہی طرز عمل اختیار کیا جانا چاہیے، اگر سفر طویل ہو یا پرخطر ہو تو معلم کو غیر حاضری کی اجازت نہ دی جائے۔(۲۷)

حواشی وحوالہ جات

[1] ابن حوقل: ابوالقاسم محمد بن حوقل (ت 350ھ) سیاح، جغرافیہ دان اور مؤرخ۔ مشہور ترین تالیف: اصطخری کی کتاب المسالک والممالک کی تنقیح وتعلیق۔ دیکھیے: الزرکلی: الاعلام. 6/111

[2] مصطفی السباعی: من روائع حضارتنا، ص. 100

[3] السہیلی: الروض الانف. 3/135

[4] ابن سحنون: آداب المعلمین ص. 41، 40

[5] دیکھیے: اکرم العمری: عصر الخلافۃ الراشدۃ ص. 281

[6] حجاج بن یوسف ثقفی: ابومحمد حجاج بن یوسف بن حکم ثقفی (95-40ھ / 714-660م)، سپہ سالار، ماہر

سیاست دان، مقرر شعلہ بیان، عبدالملک نے انہیں مکہ، مدینہ، طائف اور آخر میں عراق کا حاکم بنایا۔ پیدائش و پرورش طائف میں اور وفات واسط (کوفہ و بصرہ کے درمیان) ہوئی۔ دیکھیے: الصفدی: الوافی بالوفیات، 11/236-241 اور الزرکلی: الاعلام. 168 /2

[7] ابن خلکان: وفیات الاعیان. 2/30 [8] الذہبی: العبر. 1/94

[9] یاقوت الحموی: ابوعبداللہ شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ رومی (626 -574ھ/ 1229 -1178م) ثقہ مؤرخ، جغرافیہ کے امام، مشہور ترین تصانیف: (معجم البلدان)، اور (إرشاد الاریب)۔ دیکھیے: ابن خلکان: وفیات الاعیان. 6/128

[10] یاقوت الحموی: معجم الادباء. 1/491 [11] ابن عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ. 473 /1

[12] أدہم بن محرز: ادہم بن محرز بن أسید باہلی (نحو 100ھ/ 718م) مجاہد تابعی، بڑے عسکری قائد، اہل حمص کے شاعر، اہل شام کے سپہ سالار۔ دیکھیے: الزرکلی: الاعلام. 1/282

[13] ابن بدران: تہذیب تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر. 367 /2 [14] ایضا. 3/180

[15] ابن عساکر: تاریخ مدینۃ دمشق. 58/74 [16] ایضا. 8/269 [17] ایضا. 70/158

[18] دیکھیے: رحیم کاظم محمد الہاشمی، عواطف محمد العربی: الحضارۃ العربیۃ الاسلامیۃ ص. 149-147

[19] الغزالی: ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی طوسی (505 -450ھ/ 1111 -1058م) ملقب بہ حُجۃ الاسلام، فقہ شافعی کے مشہور فقیہ، صوفی فلسفی، پیدائش و وفات خراسان کے شہر طابران، دیکھیے: ابن خلکان: وفیات الاعیان 4/ 216-218، اور السبکی: طبقات الشافعیۃ. 6/191-211

[20] غزالی: إحیاء علوم الدین. 3/72 [21] ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ. 10/60

[22] ابوالعباس الناصری: الاستقصال أخبار دول المغرب الاقصی. 2/210

[23] حسن عبدالعال: التربیۃ الاسلامیۃ فی القرن الرابع الہجری ص. 185

[24] ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ. 12/168

[25] مسند الشہاب القضاعی 629 والاصبہانی: حلیۃ الاولیاء، 3/104 اس حدیث کا ''شاہد'' یہ حدیث بھی ہے: یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃٌ وَسَاعَۃٌ۔ مسلم: کتاب التوبۃ، باب فضل دوام الذکر والفکر فی أمور الاخرۃ۔۔۔ (2750).

[26] ابن الحاج العبدری: المدخل. 2/321

[27] حسن حسنی عبدالوہاب: مقدمۃ کتاب آداب المعلمین ص، 57 نیز علی بن نایف الشحود: الحضارۃ الاسلامیۃ بین أصالۃ الماضی وآمال المستقبل ص. 38